بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

حقیقت ہجرت

میر مراد علی خان

بنی اُمیہ اور معاویہ کے دسترخوان کے نمک خواروں نے فضائل اہلبیت اور خصوصا حضرت علی علیہ السلام کی فضیلتوں کا سرقہ کر کے یا تو اُن فضیلتوں میں اپنے چاہنے والوں کو شامل کیا۔ یا اسی طرح کی کوئی ایک حدیث گھڑ لی۔ چند مثالیں:

حدیث سد باب: کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ سارے در مسجد کے بند کر دو سوائے میرے اور علیؑ کے در کے۔ حدیث یہ گھڑی گئی کہ میرے اور ابو بکر کے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے تاریخ اور سیر کی تمام کتابوں سے کہ حضرت ابو بکر کا گھر کبھی بھی مسجد نبیؐ کے قریب نہیں رہا یہ ہجرت سے لیکر اپنی خلافت تک سنح جو مدینہ سے فاصلے پر ہے وہاں رہتے تھے۔

رسولؐ کا ارشاد ہے میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔

پہلے تو اس حدیث سے انکار کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر بس نہ چلا تو ایک اور حدیث گھڑ دی کہ فلان اس شہر علم کی چھت اور فلاں دیوار اور فلاں پر نالا۔

کون سجھائے کہ صرف دروازہ ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے علم شہر سے باہر جا سکتا ہے۔

ایسے ہی یہ حدیث کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اس کے مقابل میں حدیث گھڑی گئی کہ **سیدا کھول اھل الجنۃ** ابو بکر اور عمر پیران جنت کے سردار ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا حسنؑ اور حسینؑ کا سن شریف کتنا تھا یعنی موجودہ صورت حال کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ۱ ص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبد الرحمٰن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث ،متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن اُبی اِسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ۶۶ ص ۳۷ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی رد ہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیفہ نے رسولؐ اکرم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپؐ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿**إنا انشانھن ابکارا عربا اترابا**﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس ـ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول الله أدع لي بالجنة فقال ﷺ إن الجنة لا يدخلها عجوز ـ فبكت المرأة و ضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إنا انشانهن ابكارا عربا اترابا﴾۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنت آرام کی جگہ ہے اور بڑھاپا تکلیف کا نام ہے اور جنت میں کسی قسم کی تکلیف کا تصور بھی نہیں ہو سکتا ارشاد باری ہے کہ: لا يمسهم فيها نصب وماهم منها بمخرجين۔ اس میں اُنہیں کوئی تکلیف نہیں چھو سکتی ہے اور نہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔ سورہ حجر آیت ۴۸۔

ایسے ہی ہجرت کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

اس ہجرت کے واقعہ میں چند نکات اہم ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

ہجرت کے واقعے میں جو نام آئے ہیں اُن میں اسماء بنت ابی بکر، عائشہ بنت ابی بکر، عبد اللہ ابن ابی بکر، اور عبد الله بن أريقط، عامر بن فهيرة ـ

بوقت ہجرت مکہ میں سوائے حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو بکر ابن ابی قحافہ کے کوئی مسلمان موجود نہیں تھا۔ کئی کتابوں میں مذکور ہے اختصار کے لئے صرف البداية والنهاية: ابن کثیر ج سوم ص ۲۱۷ اردو۔ سیرۃ ابن ہشام ۵۲۸

اسماء بنت ابی بکر اور حضرت عائشہ: ان دونوں کی عمر بوقت ہجرت؟۔

حدثنا إبراهيم بن موسى حدثنا هشام بن يوسف أن بن جريج أخبرهم قال أخبرني يوسف بن ماهک قال إني عند عائشة أم المؤمنين قالت لقد أنزل على محمد صلى الله عليه وسلم بمكة وإني لجارية ألعب ۔ بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمرصحيح بخاری كتاب التفسير باب سورة قمر: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب یہ سورہ نازل ہوا تو میں بچی تھی (جاریہ ۷ یا ۹ برس کی لڑکی کو کہتے ہیں)۔ یہ سورہ مبارکہ ہجرت سے ۸ سال قبل نازل ہوا تھا اس لحاظ سے ہجرت کے وقت حضرت عائشہ ۱۶ یا ۱۷ سال کی تھیں۔ لفظ جاریہ کی وضاحت اس روایت سے ہوجائے گی۔

حضرت عمر اپنی دور خلافت میں اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا فتوی دو گے کہ ایک جاریہ جا رہی تھی اُس نے مجھے لبھالیا میں اُس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنکر تعجب ہوا۔ طبقات ابن سعد جلد ص ۳۸۳ اردو نفیس اکیڈمی؛ کنز العمال جلد ۸ ص ۶۰۰ حدیث ۲۴۳۲۹؛ انساب الاشراف بلاذری جلد دوم ص ۴۰۳۔ مرت بی جارية مأعجبتني فوقعت عليها وأنا صائم

یہ معلوم کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ معلوم کریں حضرت عائشہ اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر سے کتنے سال چھوٹی تھیں؟۔ **و هي أكبر من عائشة بعشر سنين ۔ وماتت بمكة أن قتل ابنها بأقل من شهر ۔ ولها من العمر مائة سنة ۔ وذلک سنة ثلاث و سبعين۔ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۲۹**۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں اوران کی وفات مکہ میں اُن کے بیٹے (عبداللہ ابن زبیر) کے قتل بعد اسی مہینہ اور سن ۷۳ ھ میں ہوئی اور اُن کا سن اس وقت سو (۱۰۰) سال کا تھا۔ اس کی مزید تائید ملے گی ان تمام معتبر کتب تواریخ مثلاً۔ ابن عساکر طبع دار الفکر بیروت ج ۶۹ ص ۸ اور ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء الذهبي طبع مؤسسئة الرسالة ۔ بيروت ج ۲ ص ۲۸۹ اور جلد ۳ ص ۳۸۰؛ **السنن الكبرى البهيقى طبع دار الفكر بيروت ج ۶ ص ۲۰۴؛ البداية والنهاية ابن كثير** طبع داراحیاء التراث العربی بیروت (عربی) ج ۸ ص ۳۸۱ اور تاریخ ابن کثیر (اردو) طبع نفیس اکیڈمی پاکستان ج ۸ ص ۱۳۶۸ اور ۱۱۳۶۹۔ ان سب نے لکھا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر ۲۷ سال کی تھیں اور حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ چنانچہ اگر اس میں سے دس سال نکال لیں تو حضرت عائشہ ہجرت کے وقت ۱۷ سال کی تھیں۔

وقال الامام احمد في مسند عائشة أم المؤمنين حدثنا محمد بن بشر حدثنا محمد بن عمرو أبو سلمة ويحيى قالا لما هلكت خديجة جائت خولة بنت حكيم امرأة عثمان بن مظعون فقالت يا رسول الله ألا تزوج قال من قالت إن شئت بكرا وإن شئت ثيبا قال فمن البكر قالت أحب خلق الله اليک عائشة ابنة أبي بكر قال ومن الثيب قالت سودة بنت زمعة قد آمنت بک واتبعتک قال فاذهبي فاذكريهما ۔

حضرت عائشہ کے عمر کے سلسلے میں اس روایت سے مزید معلوم ہوگا کہ جب حضرت خدیجہؑ کی وفات ہوئی تو عثمان بن مظعون کی زوجہ خولہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں آپؐ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپؐ اب شادی نہیں کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کوئی اس وقت شادی کے قابل عورت ہے؟ تو خولہ نے پوچھا: آپ کو کوئی بیوہ یا مطلقہ دوشیزہ چاہیے؟۔ خولہ نے کہا کہ: ابوبکر کی بیٹی عائشہ بکر ہے اوراس وقت دستیاب ہے۔ (عربی میں لفظ بکر ہے جس کے معنی جوان عورت ۔Maid۔ حضرت ابوبکر کا اصل نام عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) تھا حضرت عائشہ کی جوانی کو دیکھکر لوگ آپ کو ابوبکر کے نام سے پکارتے تھے ورنہ اولاد حضرت ابوبکر میں کوئی ''بکر'' نہیں ہے۔ البدایہ والنھایۃ ابن کثیر اردو جلد سوم ص ۱۸۸ نفیس اکیڈمی کراچی۔ کئی دیگر کتابوں میں منقول ہے۔

وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر کا متعہ زبیر بن العوام سے ہو چکا تھا:

آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم نے ربیع الاول کے مہینے میں ہجرت فرمائی۔ اوراسی سال حبشہ سے واپس مدینہ آنے والوں میں زبیر اوراُن کی متعہ کردہ زوجہ اسماء

بنت ابوبکر شامل تھے۔(کئی '' معتبر'' کتابوں میں ہے کہ سب سے پہلے جس نے متعہ کی آگ روشن کی وہ زبیر اور اسماء بنت ابوبکر ہیں۔سورہ النسا تفسیر مظہری اردو جلد سوم ص ۱۳ میں یہ لکھا ہے کہا: اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ کے زمانے میں متعہ کیا تھا۔

مزید روایات: **وأول مِجْمر سطَع في المُتعة مجمر آل الزبير .فسل أمک عن بردي عوسجة۔** یہ ابن عباسؓ نے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ متعہ کی آگ سب سے پہلے آل زبیر نے سلگائی۔جاؤ تم اپنی ماں سے عوسجة کی چادروں کے بارے میں پوچھو۔انساب الاشراف جلد ۴ ص ۵۶، العقد الفرید ج ۴ ص ۸۵، جمهرة خطب العرب احمد زکی صفوت ج ۲ ص ۱۲۷۔

بخاری سے روایت ہے کہ عبداللہ ابن زبیر سن ہجری کے پہلے سال ماہ شوال میں پیدا ہوئے۔جب وہ مدینہ پہنچیں تو حاملہ تھیں۔ملاحظہ ہو:-ميلاد عبد الله بن الزبير في شوال سنة الهجرة۔

وروى الواقدي أن خروجهم اليها في رجب سنة خمس من البعثة وأن أول من هاجر منهم أحد عشر رجلا وأربع نسوة وأنهم انتهوا إلى البحر ما بين ماش وراكب فاستأجروا سفينة بنصف دينار الى الحبشة وهم عثمان بن عفان وامرأته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو حذيفة بن عتبة وامرأته سهلة بنت سهيل و**الزبير بن العوام** ومصعب بن عمير وعبد الرحمن بن عوف وأبو سلمة بن عبد الاسد وامرأته أم سلمة بنت أبي

واقدی کی روایت ہے کہ جو سب سے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف بعثت نبوی کے پانچویں سال رجب کے مہینہ اُن میں گیارہ مرد چار عورتیں تھے۔اُن میں زبیر بن عوام بھی شامل ہیں۔البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج سوم ص ۱۲۷؛ سیرۃ ابن ہشام ج ص ۳۵۵

كان مهاجرات الحبشة أسماء بنت أبى بكر الصديق وهى التي ـالثقات لابن حبان : ج ۳ ص ۲۳.

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والی عورتوں میں اسماء بنت ابوبکر بھی تھیں۔الثقات ابن حبان ج ۳ ص ۲۳.

مختصر یہ کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابوبکر مکہ میں نہیں تھیں۔بلکہ وہ زبیر کے ساتھ تھیں، پہلی سال ہجری میں وہ مدینہ آ گئی تھیں اور حاملہ تھیں اسی حساب سے عبداللہ ابن زبیر ہجرت کے آٹھویں مہنے میں پیدا ہوئے۔

لہذا ان روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ وقت ہجرت اسماء بنت ابی بکر مکہ میں ہرگز موجود نہیں تھیں۔ اور حضرت عائشہ اس وقت ۱۷ سال کی تھیں۔

اب جو ہجرت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے:

۱ پہلی روایت۔ قال البيهقي حدثنا الحافظ أبو عبد الله إملاء أخبرنا أبو العباس اسماعيل بن عبد الله بن محمد بن ميكال أخبرنا عبدان الاهوازي حدثنا زيد بن الجريش حدثنا يعقوب بن محمد الزهري حدثنا حصين بن حذيفة بن صيفي بن صهيب حدثني أبي وعمومتي عن سعيد بن المسيب عن صهيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيت دار هجرتكم سبخة بين ظهراني حرتين فإما أن تكون هجر أو تكون يثرب قال وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المدينة وخرج معه أبو بكر وكنت قد هممت معه بالخروج فصدني فتيان من قريش فجعلت ليلتي تلك أقوم لا أقعد فقالوا قد شغله الله عنكم ببطنه ولم أكن شاكيا فناموا فخرجت ولحقني منهم ناس بعد ما سرت يريدوا ليردوني فقلت لهم إن أعطيتكم أواقي من ذهب وتخلوا سبيلي وتوفون لي ففعلوا فتبعتهم إلى مكة فقلت احفروا تحت أسكفة الباب فإن بها أواقي واذهبوا إلى فلانة فخذوا الحلتين وخرجت حتى قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباء قبل أن يتحول منها فلما رآني قال يا أبى يحيى ربح البيع فقلت يا رسول الله ما سبقني إليک أحد وما أخبرک إلا جبرائيل عليه السلام

ابن هشام کہتے ہیں کہ ابوبکر ہجرت کے لئے مکہ سے نکلے مگر قریش کے شرارت پسندوں نے ان کا راستہ روکا۔ ابوبکر کا کہنا ہے کہ انہوں نے یہ عہد کرلیا کہ رات بھر بیٹھوں گا نہیں بلکہ ساری رات کھڑا رہوں گا۔۔ چنانچہ جب سب لوگ سو گئے میں چپکے سے نکل پڑا۔ لیکن پھر بھی مکہ سے نکلتے ہی کچھ شرارت پسندوں چپکے سے اُنہیں جا پکڑا۔ اس کے بعد خود ابوبکر نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو کچھ مال دیدوں تو تم میرا راستہ تو نہیں روکو گے؟۔ چنانچہ وہ لوگ اس پر راضی ہوئے۔ اور لوگ واپس مکہ لے کر آئے۔ میں نے (ابوبکر) ان سے کہا کہ میرے گھر کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر دیکھو تو تمہیں سونا مل جائے گا۔ وہ لوگ جب کھودنے لگے میں چپکے سے نکل گیا۔ اور اُن لوگوں کو کھدائی میں میرے دو لباسوں سے زیادہ کچھ نہیں ملا۔ اتنی دیر میں میں مکے سے نکل کر جب مدینہ کے راستہ پر رسول اللہ ﷺ وآلہ سے قبا کے مقام پر آ کر ملا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ وآلہ نے فرمایا: اے ابا یحییٰ! تم اُن سے سودا کر آئے؟ میں عرض کیا یارسولؐ اللہ میرے مکے کے چھوڑنے کے بعد مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں پہنچا۔ اس لئے یہ بات آپ کو یقیناً جبریلؑ نے بتلائی ہوگی۔ السیرۃ النبی ابن کثیر ج ۲ ص ۲۲۳؛ مختصر تاریخ ابن عساکر باب صهيب بن سنان بن مالک ج ۴ ص ۱۷؛ البدایۃ والنھایۃ ج ۳ ص ۲۱۲ (عربی) اردو ج سوم ص ۲۱۵ نفیس اکیڈمی کراچی۔

۲ دوسری روایت۔قال بن شهاب قال عروة قالت عائشة فبينما نحن يوما جلوس في بيت أبي بكر في نحر الظهيرة قال قائل لأبي بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم متقنعا في ساعة لم يكن يأتينا فيها فقال أبو بكر فداء له أبي وأمي والله ما جاء به في هذه الساعة إلا أمر قالت فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذن فأذن له فدخل فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أخرج من عندک فقال أبو بكر إنما هم أهلک أنت يا رسول الله قال فإني قد أذن لي في الخروج فقال أبو بكر الصحابة بأبي أنت يا رسول الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قال أبو بكر فخذ بأبي أنت يا رسول الله إحدى راحلتي هاتين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بالثمن قالت عائشة فجهزناهما أحث الجهاز وصنعنا لهما سفرة في جراب فقطعت أسماء بنت أبي بكر قطعة من نطاقها فربطت به على فم الجراب فبذلک سميت ذات النطاقين ـقالت ثم لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر بغار في جبل ثور فكمنا فيه ثلاث ليال(بخاری كتاب المناقب باب هجرة النبي ﷺ ج ۳ ص۷۵ ا عربي۔ اردو تيسير الباری ج ۵ ص ۱۹۶ تا ۲۰۱۔ ابن شہاب (زہری) نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے اُن سے کہا کہ عائشہ نے فرمایا کہ ایک دن ایسا ہوا ہم ٹھیک دوپہر کو ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک کہنے والے نے کہا دیکھو یہ رسول اللہ آ رہے ہیں۔ آپؐ سر کو چھپائے ایسے وقت آئے جو آپ کے تشریف لانے کا وقت نہیں تھا۔ ابوبکر کہا میرے ماں باپ فدا ہوں واللہ کوئی بڑا کام یا حادثہ ہوگا جو آپ اس وقت تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ وآلہ نے گھر میں آنے کی اجازت مانگی۔ ابوبکر نے اجازت دی آپؐ اندر تشریف لائے۔ اور ابوبکر سے فرمایا ذرا باہر جائیں۔ ابوبکر نے عرض کیا یہاں کون ہے سوائے آپؐ کے گھر والے کے (یعنی حضرت عائشہ اور اُن کی والدہ ام رومان) کے۔ اب ہم نے جلدی جلدی کھانے کے لئے توشہ تیار کیا اور اسماء بنت ابوبکر نے اپنی کمر بندھ سے توشے کو باندھا۔ (لفظ بالفظ)

اس روایت قابل ذکر یہ ہے کہ:

ا۔ ہجرت کا وقت دوپہر بتلایا گیا ہے۔ تمام اس بات سے رویت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ رات کے اندھیرے میں جب کے مشرکین مکہ رات کی وجہ سے گھر میں داخل نہ ہوئے اور گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ فأتى جبرائيل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له لا تبت هذه الليلة على فراشک الذي كنت تبيت عليه قال فلما كانت عتمة من الليل اجتمعوا على بابه يرصدونه حتى ينام فيثبون عليه فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكانهم قال لعلي بن أبي طالب نم على فراشي وتسج ببردي هذا الحضرمي الاخضر فنم فيه فانه لن يخلص اليک شيء تكرهه منهم۔ جبریلؑ نے رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم سے فرمایا: آج رات آپ اپنے

بستر پر نہ سوئیں بلکہ بستر وہی چادر اڑھا کر کسی کو سلا دیں جو آپ روز اُڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی چادر حضرمی سبز چادر حضرت علیؑ کو اڑھا کر سلا دیا۔

ب۔ رسول اللہ ﷺ وآلہٖ ٹھیک دوپھر کے وقت حضرت ابوبکر کے گھر آئے اور جب آپؐ نے ابوبکر سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کی خواہش کی تو ابوبکر نے جواب دیا یہاں کون ہے سوائے آپؐ کے گھر والے کے (یعنی حضرت عائشہ اور ام رومان) یہ یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد حضرت عائشہ سے عقد کیا تھا اور وقت ہجرت یہ جبیر بن مطعم کے عقد میں تھیں، **ثبوت**: عن عبد الله بن نمیر عن الا جلح عن عبد الله بن ابی ملیکة قال خطب رسول الله ﷺ عائشه بنت ابی بکر فقال انی کنت اعطیتها مطعما لا بنه قذعنی حتی اسلها منهم فاستسلها منهم **فطلقها فتزوجها** رسول الله ﷺ **طبقات ابن سعد عربی ج ۸ ص ۵۹ مطبع دار صدر بیروت**۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے عائشہ کے بارے میں بات کی تو ابوبکر نے کہا اس کو تو میں ابن جبیر ابن مطعم کے حوالے کر چکا پھر جبیر نے طلاق دی تب رسولؐ اللہ کے ساتھ بیاہی گئیں)۔ طبقات ابن سعد اردو طبع نفیس اکیڈمی کراچی حصہ ہشتم ص ۸۳۔

ج۔ ''اسماء بنت ابوبکر نے توشہ تیار کیا'' جب کہ وہ اس وقت اُن کا وجود مکہ میں ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ متعدد ''معتبر اور باوثوق'' کتابوں میں ہے کہ حضرت علیؑ تینوں راتوں میں آنحضرت ﷺ وآلہ جب غار میں تھے کھانا خود پہنچاتے تھے۔ اللیلة الثلاثة اتاهم علیا رضی الله عنها۔ سیوطی الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۰؛ سیرة الحلبیہ (عربی) ج ۲ ص ۲۱۳۔ مزید کہ ہجرت کے وقت آنحضرت ﷺ وآلہ حضرت ام المؤمنین سودہ سے عقد کر چکے تھے، اور اس وقت آپ کے گھر میں جوان بیٹی حضرت فاطمہؑ موجود تھیں، اور آپ کو جو وراثتاً ایک کنیز ام ایمن ملی تھی وہ بھی گھر میں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت علیؑ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد اِن سب کی موجودگی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو توشہ اسماء بنت ابی بکر نے اپنی کمر بند سے باندھ کر دیا۔ اس کو عقل قبول کرنے سے انکار کرتی ہے۔ نبیؐ اکرم تین سال تک شعب ابی طالب میں مع بنی ہاشم کے محصور رہے۔ ایک ہی حدیث کسی کتاب سے پیش کریں کہ کبھی بھی ابوبکر یا ''اکابر صحابہ'' میں سے کسی نے کسی وقت کی بھی ایک روٹی آنحضرت ﷺ وآلہ کے لئے پہنچائی ہو۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۵۶ میں شعب ابی طالب کا ذکر یوں لکھتے ہیں کہ: تین سال تک بنی ہاشم نے اس حصار میں بسر کیا۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر بنی ہاشم رہتے تھے۔ ہشام عامری ایک دفعہ زبیر جو عبدالمطلبؓ کے نواسے تھے گیا اور کہا: کیوں زبیر! تم کو یہ پسند ہے کہ تم کھاؤ پیو ہر قسم کا لطف اُٹھاؤ اور تمھارے ماموں (رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم) کو ایک دانہ نصیب نہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ زبیر شعب ابی طالب میں نہیں تھے اور ابوبکر کے داماد تھے۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ بچے جب بھوک سے روتے تھے تو باہر آواز آتی تھی۔ قریش سُن سُن کر خوش ہوتے تھے مگر کسی کو اُس وقت رحم نہیں آیا۔

عن ابن عباسؓ قال: کان أبوبکر مع الرسول في الغار فعطش۔ فقال رسول ﷺ وآله اذهب إلی صدر الغار فاشرب۔ فانطلق أبوبکر إلی صدر الغار فشرب ماء اهلی من العسل وأبیض من اللبن أذکی رائحة من المسک ۔ ثم عاد۔ فقال رسول الله ﷺ إن الله أمر الملک الموکل بانهار الجنة إن خرق نهرا من جنة الفردوس إصدر الغار تشرب۔ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۲؛ تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۵۰۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر جب کہ وہ غار میں رسول اللہ ﷺ وآلہ کے ساتھ تھے پیاس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ صدر غار پر پانی ہے پی لو۔ جب ابوبکر صدر غار پر گئے اور وہ پانی پیا تو اُنہیں وہ پانی شہد سے زادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید اور اُس کی خوشبو مانند مشک تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ملک نہر کو حکم دیا کہ جنت کی ایک نہر کو کہ وہ صدر غار تک پہنچائے۔ ملاحظہ فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے نبی ﷺ وآلہ سے کبھی غافل نہیں رہا ہمیشہ اُس کی حفاظت اور اسکی غذا کا ذمہ دار رہا۔

۳۔قال ابن اسحاق فحدثني من لا أتهم عن عروة بن الزبير عن عائشة أم المؤمنين أنها قالت كان لا يخطئ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يأتي بيت أبي بكر أحد طرفي النهار إما بكرة وإما عشية حتى إذا كان اليوم الذي أذن الله فيه رسوله صلى الله عليه وسلم في الهجرة والخروج من مكة من بين ظهري قومه أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة في ساعة كان لا يأتي فيها قالت فلما رآه أبو بكر قال ما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذه الساعة إلا لأمر حدث قالت فلما دخل تأخر له أبو بكر عن سريره فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد إلا أنا وأختي أسماء بنت أبي بكر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرج عني من عندک قال يا رسول الله إنما هما ابنتاي وما ذاک فداک أبي وأمي قال إن الله قد أذن لي في الخروج والهجرة قالت فقال أبو بكر الصحبة يا رسول الله قال الصحبة قالت فوالله ما شعرت قط قبل ذلک اليوم أن أحدا يبكي من الفرح حتى رأيت أبا بكر يومئذ يبكي ثم قال يا نبي الله إن هاتين راحلتين كنت أعددتهما لهذا فاستأجرا عبد الله بن أرقد قال ابن هشام ويقال عبد الله بن أريقط رجلا من بني الدئل بن بكر وكانت أمه من بني سهم بن عمرو وكان مشركا يدلهما على الطريق ودفعا اليه راحلتيهما فكانتا عنده يرعاهما لميعادهما قال ابن اسحاق ولم يعلم فيما بلغني بخروج رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد حين خرج إلا علي بن أبي طالب وابو بكر الصديق وآل أبي بكر أما علي فان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره أن يتخلف حتى يؤدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الودائع التي كانت عنده للناس وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس بمكة أحد عنده شيء يخشى عليه إلا وضعه عنده لما يعلم من صدقه وأمانته قال ابن اسحاق فلما أجمع رسول الله صلى الله عليه وسلم الخروج أتى أبا بكر بن أبي قحافة فخرجا من خوخة لأبي بكر في ظهر بيته وقد روى أبو نعيم من طريق ابراهيم بن سعد عن محمد بن اسحاق قال بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج من مكة مهاجرا الى الله يريد المدينة قال الحمد لله الذي خلقني ولم أک شيئا اللهم أعني على هول الدنيا وبوائق الدهر ومصائب الليالي والأيام اللهم اصحبني في سفري واخلفني في أهلي وبارک لي فيما رزقتني ولک فذللني وعلى صالح خلقي فقومني واليک رب فحببني وإلى الناس فلا تكلني رب المستضعفين وأنت ربي أعوذ بوجهک الكريم الذي أشرقت له السموات والأرض وكشفت به الظلمات وصلح عليه أمر الأولين والآخرين أن تحل على غضبک وتنزل بي

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اُن سے متعدد لوگوں نے عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے یہ سنا کہ ہجرت سے پہلے رسولؐ اُن کے ہاں یعنی ابوبکر کے ہاں یا تو صبح کے وقت منہ اندھیرے یا پھر رات کے وقت آتے تھے اور روز ہجرت بھی جب آپؐ تشریف لائے تو صبح صادق سے قبل اندھیرا تھا۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اس وقت آپ کی تشریف آوری جب معلوم ہوا کہ اس وقت ہجرت کرنی ہے تو ابوبکر نے کہا اس وقت؟ فی هذا الساعة۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اس وقت۔ میں (یعنی حضرت عائشہ) اور میری بہن اسماء جو اس وقت آپ کے حکم سے وہاں سے ہٹ گئیں۔ ابوبکر نے پوچھا : میری ان دو بیٹیوں کا کیا ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ وآلہ نے فرمایا ہجرت کا حکم صرف آپ کو دیا ہے۔ یہ سن کر میرے باپ اتنا خوش ہوئے میں ان کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا۔ مختصراً یہ کہ عبداللہ بن اریقط جو ایک کافر تھا اس کو اجرت پر لے لیا راستہ دکھانے کے لئے اور اس کو وہ دو اونٹ جو خرید لئے گئے تھے دیکر کہا کہ مکہ سے باہر جا کر اُن کا انتظار کرے۔ اور ادھر ابوبکر نے اپنے بیٹے عبداللہ سے (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہا کہ تم کفار قریش کے پاس جا کر واور وہاں سے اُن کے بارے میں جو کفار باتیں کریں وہ چپکے سے سُن کر آ کر سُنایا کرو۔ البدایہ والنہایۃ (اردو) جلد سوم ص ۲۲۳ باب ۷۔ رسول ﷺ کی با نفس نفیس حضرت ابوبکر کے۔۔۔۔نفیس اکیڈمی کراچی طبع ۱۹۸۷ء۔ اور بھی کئی ''معتبر تاریخ اور سیرۃ کی کتابوں'' میں مذکور ہے۔

۱۔ اس روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وآلہٖ صبح صادق سے قبل اندھیرے میں ابوبکر کے گھر آئے۔ اس قبل فرمایا تھا ٹھیک

دوپہر۔

ب۔ اس واقعہ میں بھی اسماء بنت ابوبکر کے مکہ میں رہنا بتلایا ہے۔ہم اس سے قبل یہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ زبیر کے ساتھ حبشہ میں تھیں۔

ج۔ راستہ دکھانے کے لئے اُجرت پر عبداللہ ابن اُریقط کو اجرت پر لیا۔کیا رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے مدینہ جانے کا راستہ نہیں معلوم تھا؟ آپؐ اپنے دادا اور چچا کے ساتھ تجارت کے لئے کئی مرتبہ سفر کر چکے تھے۔خود ابوبکر کئی بار کپڑے کی تجارت کے سلسلے میں مدینہ اور دیگر مقامات کا سفر کر چکے تھے۔اور رسول اللہ ﷺ وآلہ جو ساری کائنات کے خود رہبر ہوا وروں کی رہبری کے محتاج اور وہ بھی ایک کافر کا۔شرم ہے مسلمانوں پر۔ واضح رہے کہ جب آنحضرت ﷺ وآلہ مدینہ میں وارد ہوئے تو اہل مدینہ آپ کو اپنے ہاں قیام کرنے کی گذارش کرنے لگے اے اللہ کے رسول آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوں ہمارا قبیلہ تعداد میں اور سامان اور عزت میں یہاں بلند ہے۔تو آپؐ نے اپنی اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خلوا سبیلها فانها مامورة۔ اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کے طرف سے مامور ہے۔یہاں تک کہ ایک مقام پر وہ اونٹنی روکی یہ حضرت ابوایوبؓ کا گھر تھا سیرۃ ابن ہشام ج اول ص ۵۴۴ (اردو) اور کئی کتابوں میں یہ مذکور ہے۔ہر حرکت میں نبی اکرم ﷺ وآلہ وحی کے پابند تھے اور اُس کو راستہ دکھلانے کے لئے ایک کافر کو اجرت پر لیا۔ایسی عقلوں پر خاک اور پتھر۔ سیرۃ ہشام جلد اول ص ۵۴۰ باب منازل سفر میں ہے کہ عبداللہ ابن اُریقط جو راستہ بتانے کے لئے ساتھ تھا۔آپؐ کو مکّہ کے جنوبی حصے سے لیکر چلا۔ تو وہ سمندر کے کنارے کنارے تھا۔جغرافیہ کا نقشہ دیکھئے ۔مکہ کدھر اور سمندر کہاں ہے۔

د۔ عبداللہ ابن ابی بکر کافر کو اور ایسا سخت کافر تھا کہ مرتے دم تک اسلام نہیں لایا اور رسول اللہ ﷺ کے مقابل احد اور دیگر غزوات میں آتا رہا اور برسر پیکار رہا اس کو مشرکین کے بارے میں سراغ رساں بنایا اور مدد لی۔ اللہ جو اپنے نبیؐ کو پل پل کی خبر سے وقف کرار ہا تھا اس کے خلاف ی حدیث گھڑی گئی۔اگر یہ صحیح ہے تو یہ عبداللہ ابن ابی بکر ہر روز مشرکین کی باتیں پہنچانے جاتا تھا وہ مکڑی کا جالا جو اور کبوتر کا گھونسلہ کیا ہوا جسے بحکم الٰہی نبیؐ کی حفاظت کے لئے بنا تھا۔

یہ صرف اور صرف ابوبکر کے خاندان کو بلند کرنے کے لئے گھڑا گیا تھا۔قران میں نبیؐ کو کئی مرتبہ تاکید کی گئی کہ:

ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا سورة النساء آیت ۸۹ اے رسول ان کفاروں میں سے کسی کو نہ دوست بناؤ اور نہ ہی مددگار بناؤ۔

ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار و مالكم من دون الله من اولیآء ثم لا تنصرون سورة هود آیت ۱۱۳

اور اے نبیؐ تم ان کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ہے (اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ) تمھیں آگ چھوئے گی (آگ جلا ڈالے گی) اور تمھارے لئے تو اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں پھر مدد نہ دیئے جاؤ گے یعنی مدد نہ ملے گی۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کے لئے ناممکن ہے کہ وہ کسی مشرک سے یا کافر سے مدد لیتے۔

۴۔ چوتھی روایت ہجرت کی ۔فجاء ابوبكر فقال يا نبي الله فقال علي ان النبيؐ قد ذهب نحو بير ميمون فاتبعه فدخل معه الغار: جب حضرت علی نبی ﷺ وآلہ کے بستر پر اُن کی چادر اوڑھے ہوئے آرام کررہے تھے اور وہ رات تھی اور کفار قریش گھر کو گھیرے ہوئے تھے۔ابوبکر آئے اور نبی ﷺ وآلہ سمجھ کر پکارا۔حضرت علی بولے کہ وہ تو چاہ میمون کی طرف چلے گئے تو ابوبکر نبیؐ کو غار میں جا ملے۔مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۳؛ مستدرک ج ۳ ص ۱۳۳ فتح الباری ج ۷ ص ۸ معجم الکبیر طبرانی ج ۱۲ ص ۷۷۔اما ليلة فلما خرج رسول الله ﷺ هاربا من اهل مكة خرج ليلا فتبعه ابوبكر ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۰۴

یہ سب سے زیادہ مضحکہ خیز روایت ہے۔اس لئے کہ۔یہ مسلم ثبوت ہے کہ ہجرت رات کو ہوئی اور رات کی تاریکی اور عرب کے وصول کے

مطابق مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کے مکان میں داخل نہیں ہوئے بلکہ رات بھی محاصر کئے رہے اور حضرت علیؑ کو بستر پر اس لئے سلا دیا تھا کہ کفار یہ تصور کریں کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ ایسے وقت میں ابوبکر مشرکین کے محاصرہ سے بچ کر کیسے بغیر اجازت کے گھر میں داخل ہوگئے۔ اور جب کہ اُس گھر میں حضرتؐ کی زوجہ سودہؓ تھیں، حضرت فاطمہؑ موجود تھیں۔ اور بستر سے حضرت علیؑ کا جواب دینا کہ وہ (رسول اللہؐ) یہاں نہیں ہے اور بتلا دیا کہ وہ کہاں ہیں اور یہ سب گفتگو مشرکین مکہ جو محاصرہ کئے ہوئے تھے اُنھوں نے سُنی۔

ویسے ابن جریر (طبری) نے بخاری کے بعض راویوں کے حوالے سے اس سلسلہ میں یہ بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ، حضرت ابوبکر سے پہلے غارِ ثور میں جا پہنچے تھے اور حضرت علیؑ کو حکم دے گئے کہ وہ لوگوں کی امانتیں اُن کے مالکوں کو واپس کریں اور صدقے کی چیزیں مستحقین میں تقسیم کر کے وہاں آپ سے آ کر ملیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ آپؐ کے حکم کی تعمیل کر کے غارِ ثور ہی میں آپ کی خدمت حاضر ہو گئے تھے۔

عندما أخذ المشركون معهم دليلهم كرزبن علقمة الخزاعي لتتبع مسير رسول الله (صلى الله عليه وآله) والقبض عليه، رأى كرز آثار قدمي النبي فقال :)هذه قدم محمد .الإصابة : ج ۵ ص۴۳۶ سلسله ۷۴۱۲، من له رواية في مسند أحمد لمحمد بن علي بن حمزة :ص ۳۶۰، فتوح البلدان للبلاذري : ج ۱ ص. ۶۴ (اردو ص۸۵)

مشرکین مکہ جب رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ کو نہیں پایا تو وہ آپؐ کی تلاش میں نکلے۔ اور عرب قدم شناسی کے ماہر تھے قدموں کے نشانات سے کسی بھی انسان یا حیوان کے پورے خاندان سے واقف ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب تلاش میں نکلے تو قدموں کے نشانات دیکھ کر کہنا شروع کیا یہ قدم محمدؐ ہے، یہ قدم محمدؐ ہیں۔ مگر اُنہیں کہیں بھی ابوبکر کے قدموں کے نشانات نہیں ملے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کے ابوبکر کبھی بھی غار میں جانے سے قبل رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھے۔ اب ہجرت کی پہلی روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں یہ منقول ہے کہ ابوبکر ہجرت کی رات گھر سے نکلے شرارت پسندوں نے راستہ روکا اور انہیں رات بھر حراست میں رکھا پھر ابوبکر نے دولت کا حوالہ دیا اور وہ وہاں سے چھوٹے اور رسول اللہ ﷺ وآلہ سے قبا میں آ کر ملے۔ اب ناظرین انصاف سے فیصلہ کریں کہ کیا روایت، ۲، ۳، ۴ کی کوئی حقیقت ہے یا گھڑی ہوئی ہیں؟۔

لقد أجمعت الروايات على أن النبي (صلى الله عليه وآله) قد توجه من بيته إلى الغار وحيداً فريداً، وهذا أصل وجوهر الحادثة۔
مسند أحمد : ج ۱ ص ۳۳۱ ، المستدرک : ج ۳ ص۱۳۳ ، فتح الباري : ج ۷ ص۸ ، سنن النسائي : ج ۵ ص۱۱۳ ، شواهد التنزيل : ج ۱ ص. ۱۳۵ مورخین جن کی کتابوں کو حوالہ مذکور ہیں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ غار میں واحد اور اکیلے تھے۔

حضرت عائشہ کا یہ اقرار ہے کہ :**ما أنزل الله شيئا من القرآن إ لا أن الله أنزل عذري۔ بخاری ج ۶ ص ۴۲۔ تیسیر الباری کتاب التفسیر سور ۃ الأ حقاف۔ ج۶ ص ۳۵۳**۔ عائشہ نے کہا ہمارے بارے میں (یعنی ابوبکر اور اُن کے خاندان بارے میں) اللہ نے کوئی آیت نازل نہیں کی سوائے میری پاکیزگی کے علاوہ (اشارہ قصہ افک کی جانب ہے۔ یہ دعویٰ بھی غلط ہے اس کے لئے میرا مقالہ ’’حقیقت افک‘‘ ملاحظہ ہو)۔ اب اس قول کے بعد یہ دعویٰ کہ سورہ توبہ کی آیت ۴۰ میں حضرت ابوبکر کا ذکر ہے وہ باطل ہے۔

اب آپ کی خدمت میں ایک روایت پیش کرتے ہیں جو بالکل عجیب ہے۔ غار میں رسول اللہ کے ساتھ دعوی دار اور کون تھے ملاحظہ ہو۔
ابوالاسود نہدی کے بیٹے صحابی رسولؐ کہتے ہیں کہ وہ غار میں نبیؐ اکرم ﷺ وآلہ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کے پیر کی انگلی سے خون نکلنے لگا تو آپؐ نے یہ شعر فرمایاقال كنا مع النبى فى الغار فنكبت اصبعه فقال: هل انت الا أصبع دميت: و فى سبيل الله ما لقيت:
فتح البارى ج۳ ص ۶ ج۱۰ ص ۴۴۷؛ أُسد الغابة ج ۱ ص ۱۱۶؛ سنن الترمذى تفسير والضحى ج۵ ص ۱۱۲ حسن صحيح؛ السنن الكبرى البيهقى ج۷ ص ۴۴، كنزالعمال ج ۷ ص ۲۱۵ سلسله ۱۸۶۷۹؛ معجم الكبير طبرانى ج۲ ص ۱۷۱۔ الاصابه

حالات الاسود۔

یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابوبکر غار میں رسول اللہ ﷺ و آلہ کے ساتھ تھے اور اس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے وہ حقیقت ہے تب اس کا تجزیہ بھی ضروری ہے۔

لا تحزن ان اللہ معنا :۔رسولؐ اپنے ساتھی (ابوبکر) سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے کہ رنجیدہ نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب کفار غار تک پہنچ گئے تو ابوبکر آہ وزاری کرنے لگے، وجہ دریافت کی گئی تو بولے کہ یارسولؐ اللہ کہیں کفار آپ کو قتل نہ کردیں اس لئے میں رو رہا ہوں۔ ہم ناضرین سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آپ کو قتل کرنے کے لئے کوئی آئے اور آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جہاں آپ سب سے نظر بچا کر پوشیدہ ہیں تو کیا آپ دشمن کو اپنی آہ وزاری سنا کر دشمن کو چوکنا کریں گے یا اسکے برعکس سانس تک روک کر بیٹھیں گے کہ دشمن میری سانس لینے کی آواز تک نہ سنے؟۔ یہ عمل فطری تھا یا غیر فطری؟۔ سورہ کھف آیت ۱۸ کتے کے ہاتھ پھیلا کر بیٹھنے کی تعریف۔ حالانکہ کتے کی فطرت ہے کوئی بھی در پر آئے تو بھونکے۔ مگر اُس اصحاب کھف کے کتے نے بھونکا نہیں۔ اس لئے کہ اُس وقت مالک کی حفاظت خاموش رہنے میں تھی۔ اللہ کو اس کی یہ ادا پسند آئی۔ اُس کی اِس اطاعت ہی کی وجہ سے اس کو جنت ملی۔

کیا ابوبکر کا رونا خلاف مرضی الٰہی تھا یا موافق مرضی اللہ تھا؟۔ اگر موافق مرضی اللہ تھا تو پیغمبرؐ نے روکا کیوں اور خلاف مرضی خدا تھا اس میں فضیلت تو نہیں تنقیص نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام اور اُس کی بلاغت ایک مسلمہ ہے یہاں پر **لا تحزن** ہے **لا تخف** نہیں اور حزن اُس امر پر افسوس کرنے کو کہتے ہیں جو ہاتھ سے نکل جائے ماضی کے لئے اور خوف آنے والے واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ یا تو ابوبکر اپنے بیوی بچوں کی جدائی کا رنج ہوگا یا مال جو مکہ میں چھوڑ آئے اُسکا یا ہوسکتا ہے کہ کفار مکہ کی ناکامی کا۔ ابوبکر کا رونا رسولؐ اللہ کی جان کے لئے ہوتا تو رسولؐ اکرم فرماتے **لا تخف** یعنی خوف مت کر، **لا تحزن** نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ **فمن تبع هدای فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون** سورہ بقرہ آیت ۳۸، جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ حزن ہوگا۔ یہ ثابت ہے کہ ابوبکر رونا اللہ کی ہدایت کے بموجب نہیں تھا۔

اب رہا لفظ معنا اس سے بھی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب تین جمع ہو جاؤ تو وہاں پر چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ ہوں تو چھٹا خدا ہے ۔ چنانچہ سورہ مجادلہ آیت ۷ میں جب منافقین سازش کر رہے تھے تو اُنکی اطلاع کے لئے ارشاد فرماتا ہے الا ھو معھم۔ این ما کانوا ہم تمھارے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ اب سورہ حدید میں آیت ۴ میں ارشاد فرماتا ہے **و هو معکم۔ این ما کنتم۔ و اللہ بما تعملون بصیر** یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو۔ وہ اپنے بندوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ پروردگار عالم ہر مخلوق کی سرپرستی کرتا ہے اسکے کرم میں کوئی امتیاز نہیں۔ ہر مخلوق کے ساتھ اُسکی معیت ثابت ہے۔

فا نزل اللہ سکینة علیه یعنی پھر اللہ نے اُس پر سکینتہ یعنی سکون نازل کیا۔ ہر وہ فرد جو عربی قواعد سے تھوڑا بھی واقف ہے یہ جانتا ہے کہ اگر اس میں ابوبکر شامل ہوتے تو علیه کے بجائے علیهما ہوتا یہ ضمیر واحد ہے یہ ضمیر کس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اگر اس لفظ سکینہ میں ابوبکر شامل ہوتے تو کسی جنگ میں بھاگتے نظر نہیں آتے مثلاً اُحد میں، خیبر میں، حنین میں اور خود کے دور خلافت میں پہلی لڑائی ملک یمن میں اسود عنسی سے ہوئی۔ پھر جنگ خارجہ بن حصن اور منظور بن زبان بن سیار غطفان میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں پسپائی ہوئی اور حضرت ابوبکر جنگل میں بھاگ کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئے۔ طبری جلد دوم ص ۶۱ باب ۳ اردو نفیس اکیڈمی کراچی۔ **و تحیز المسلمون ولاذا بوبکر بشجرة و کره أن یعرف** اور مسلمانوں نے فرار

کیا اور حضرت ابوبکر نے ایک درخت کی پناہ پکڑی اور یہ نہیں چاہا کہ کوئی اُن کو پہچان سکے۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۲۰۴۔

سکینة سے مراد ابوبکر نہیں تھے اس لئے کہ ان کے لئے رسولؐ اللہ ﷺ وآلہٖ فرمایا: **قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل**۔ تیری ماں تجھ پر روئے اے ابوقحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔ (اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الهیثمی ج۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ ھ ج۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷)۔ ازالۃ الخفاء ج سوم ص ۸۹

جس پر سکینہ نازل ہو وہ یہ کبھی نہیں کہتا: انا بشر ولست بخیرمن احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم۔ ابوبکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے ''کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہٰذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں تمہارے بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا''۔ الامامة والاسیاسة ج ص ۱۴، مجمع الزوائد الهیثمی ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف الخا، خلافت ابوبکر؛ سبل الهدیٰ فی سیرة خیرالعباد محمد بن یوسف الصالحی الشامہ متوفی ۹۴۲ھ طبع بیروت ج۱۱ ص ۲۵۹؛ السقیفة ام الفتن ڈاکٹر الخلیلی ص ۱۰۰؛ المعجم الاوسط طبرانی ج ۸ ص ۲۶۷؛ تاریخ طبری اردو ج اول ص ۵۳۸۔ طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم ص ۵۳؛ تاریخ ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۰۳؛ البدایہ والنھایۃ ابن کثیر عربی جلد ۶ ص ۳۳۴ اردو جلد ۶ ص ۱۱۳۹ قابل غور لفظ **ان لی شیطانا یعترینی** ہے۔ یعنی شیطان مجھ پر قابض ہے۔

اس سکینہ کا مصداق اور وہ کوئی نہیں سوائے امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ارشاد باری تعالی ہے۔

سورة البقرة آیت ۲۰۷ :۔ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد۔نزلت فی علی بن أبی طالب بات علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة خروجه إلی الغار، ویروی أنه لما نام علی فراشه قام جبریل علیه السلام عند رأسه، ومیکائیل عند رجلیه، وجبریل ینادی :بخ بخ من مثلک یا ابن أبی طالب یباهی الله بک الملائکة **ونزلت الآیة.تفسیر کبیر رازی ،تفسیر ثعلبی ،احیاء العلوم امام الغزالی، تاریخ خمیس.سیرة الحلبیه، روضة الاحباب** یہ آیت حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات غار کے طرف تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اُس شب کو اللہ تعالی نے جبرئیل و میکائیل کی طرف وحی کی کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قرار دیا، اور ایک کی مدت حیات دوسرے سے زیادہ کی ہے تم میں کون ایسا ہے جو اپنے بھائی کو اپنے حصہ کی مدت حیات دیدے۔ دونوں فرشتوں نے انکار کیا۔ تب اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ ولی اور محمدؐ نبی میں بھائی چارہ قرار دیا ہے اور دیکھو علیؑ نے اپنی جان نبیؐ پر کیونکر نثار کی ہے۔ پس تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں جبرئیل اور میکائیل زمین پر آئے جبرئیل حضرت علیؑ کے سرھانے اور میکائیل پائنتیں کھڑے ہوئے۔ تب جبرئیل نے آواز دی مبارک ہو! مبارک ہو! اے ابن ابی طالبؑ تمھارا مثل کون ہے کہ اللہ تعالی اپنے فرشتوں پر تمھارے سبب فخر ومباہات کرتا ہے۔ **فخر الدین رازی فی تفسیر الکبیر؛ تفسیر ثعلبی ج۲ ص ۱۲۶؛ تاریخ یعقوبی ج۲ ص ۳۹؛ تاریخ خمیس ؛ سیرة الحلبیة اردو ج۳ ص ۷۸؛ احیاء العلوم امام غزالی اردو ج۳ ص ۱۰۴؛ تذکرة الخواص الامة سبط ابن جوزی ص ۳۵، معارج النبوة معین کاشانی ج۳ ص ۳؛ اُسد الغابة ج۴ ص ۲۵؛ شواهد التنزیل ج ۱ ص ۱۲۳۔**